پروفیسر ایم ایم شریف

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم

خلیفہ عبدالحکیم مرحوم سے میری ملاقات ایک نہایت عجیب واقعہ سے شروع ہوتی ہے۔ میں اپنے دیہاتی اسکول سے آٹھویں جماعت پاس کرکے اسلامیہ ہائی اسکول، شیرانوالہ گیٹ کی جونیئر کلاس میں صرف انگریزی پڑھنے کے لیے داخل ہوا۔ خلیفہ حکیم اس وقت اسلامیہ اسکول کی ساتویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ میری ان سے مطلقاً واقفیت نہ تھی۔ اسلامیہ ہائی اسکول میں جمعہ کے روز پڑھائی شروع ہونے سے پہلے اسکول کے مولوی صاحب وعظ کہا کرتے تھے اور اسے سننے کے لیے اسکول کی تمام جماعتیں صحن میں جمع ہوتی تھیں۔ ایک روز اسی وعظ کے دوران میں ایک طالب علم نے جو میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا پیچھے کی طرف مڑ کے دیکھا اور غصے کے عالم میں میری طرف دیکھ کر مجھے گالی دی۔ میں ایک دیہاتی لڑکا تھا اور مجھے گالیاں نہ آتی تھیں۔ میں نے گالی کے جواب میں انہیں ایک گھونسہ رسید کیا۔ میرے خیال میں اس گالی کی وجہ یہ تھی کہ کہیں بے خبری میں میری کتابیں انہیں چھو گئی تھیں۔ اور قصہ آگے نہ بڑھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس لڑکے کا نام عبدالحکیم ہے۔ اس کے بعد اکثر نماز یا کھیل کے اوقات میں ہماری مٹھ بھیڑ ہوتی تھی اور گو ہم دونوں کے اسکول کے دوست مشترک تھے ہماری بات چیت نہ ہوتی تھی۔ اسی طرح ایک سال گزر گیا۔ بعد میں نامعلوم کس طرح ہم دونوں ایک دوسرے سے بولنے لگے۔ سینیئر کلاس پاس کرکے میں ماڈل اسکول میں چلا گیا۔ میں نے اس اسکول سے اور عبدالحکیم نے شیرانوالہ اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد وہ فورمن کرسچین کالج میں چلے گئے اور میں دو چار ماہ گورنمنٹ کالج میں رہنے کے بعد ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ حکیم نے عزیز و اقربا کے کہنے سننے پر سائنس کا کورس لیا اور یہی بات میں نے کی۔ مگر میں نے دو تین ہی ماہ میں یہ کورس چھوڑ دیا، مگر خلیفہ کا یہی کورس جاری رہا۔ انہیں سائنس کی طرف کوئی رغبت نہ تھی، چنانچہ ان کا یہ سال ضائع ہوا اور اس طرح میں ان سے ایک سال آگے ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے بھی علی گڑھ پہنچ کر فرسٹ ایر میں داخلہ لے لیا۔ جب تو ہم دو بچھڑے ہوئے دوستوں کی طرح ملے اور اکثر ملتے رہے۔ ایف اے پاس کرنے کے بعد میں تو وہیں رہا مگر خلیفہ سینٹ اسٹیفن کالج دہلی میں چلے گئے۔ ہم دونوں نے بی اے میں فلسفہ بطور اختیاری مضمون لیا۔

خلیفہ مرحوم پروفیسر سین کے بہت چہیتے شاگرد تھے۔ مجھ پر بھی میرے پروفیسر اختر یوں ہی نظر عنایت رکھتے تھے۔
میں نے بی اے الہ آباد یونیورسٹی سے ۱۹۱۴ء میں پاس کیا اور ایم اے میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ اس وقت پنجاب میں فلسفہ میں ایم اے کی تعلیم صرف سینٹ سٹیفن کالج دہلی میں ہوتی تھی۔ میں نے الہ آباد کے مقابلے میں سینٹ سٹیفن کالج میں داخلہ کو ترجیح دی اور پنجاب یونیورسٹی سے اجازت لے لی کہ میں ایم اے کا امتحان ایک سال میں دے دوں اس لیے میرا داخلہ ایم اے کی دوسری کلاس میں ہوا۔ خلیفہ نے وہیں بی اے پاس کر کے ایم اے کے فرسٹ ایر میں داخلہ لیا۔ میں چند ایک ماہ سینٹ سٹیفن کالج میں رہنے کے بعد کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ کے لیے انگلستان چلا گیا اور خلیفہ وہیں رہے میرا کیمبرج کا کورس دو سال کا تھا۔ جب ۱۹۱۷ء میں میں وہاں سے فارغ ہو کر آیا تو خلیفہ بھی ایم اے کا امتحان درجہ اول میں پہلے نمبر پر پاس کر چکے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں میں علی گڑھ یونیورسٹی میں بحیثیت سینیئر پروفیسر ملازم ہو گیا اور خلیفہ مرحوم عثمانیہ یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔

دو تین سال کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی سے سکالرشپ لیکر جرمنی چلے گئے اور وہاں تین سال کے بعد پی ایچ ڈی لے کر غالباً ۱۹۲۴ء میں واپس آئے اور عثمانیہ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر ہو گئے۔ اس کے بعد ہم دونوں کی زندگی متوازی چلتی رہی۔ جب بھی وہ علی گڑھ آتے، مجھ سے ملے بغیر واپس نہ جاتے۔ میں بھی جب کبھی حیدر آباد جاتا ان سے اور ان کے بیوی بچوں سے ضرور ملتا۔ چونکہ عثمانیہ یونیورسٹی میں تعلیم بذریعہ اردو ہوتی تھی اس لیے خلیفہ مرحوم کو لیکچر اردو میں دینے پڑتے تھے۔ اسی سلسلہ میں یونیورسٹی میں ان سے بہت سی کتابیں اردو میں ترجمہ بھی کروائی گئیں۔

خلیفہ حکیم کو طالب علمی کے زمانے ہی سے ادب میں کافی شغف تھا۔ وہ اردو اور انگریزی دونوں نہایت روانی سے لکھتے تھے اور دونوں زبانوں میں ان کی تحریر نہایت شگفتہ ہوتی تھی۔ خلیفہ اقبال کے انداز میں شعر بھی کہتے تھے اور نہایت عمدہ شعر کہتے تھے۔ ایک نظم ان کی امیر خسرو کے رنگ میں چرخے پر بھی تھی۔ وہ ایسی مقبول ہوئی کہ ان کے احباب اکثر ان سے اس کے سنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ دوستوں کی صحبت میں ان کی گفت گو اکثر نہایت دلچسپ ہوتی تھی۔ ان کی طبیعت نہایت باغ و بہار تھی اور جو شخص ان سے ایک دفعہ مل لیتا وہ ان کی پچھے دار مگر فلسفیانہ گفت گو کو کبھی نہ بھولتا۔

یوں تو ہم میں سے ہر شخص کشمیر کو جنت نظیر سمجھ کر وہاں جانے کو ایک نعمت سمجھتا تھا لیکن خلیفہ حکیم مرحوم کو کشمیری ہونے اور پھر اس پہ شاعر ہونے کی وجہ سے کشمیر سے خاص محبت تھی۔ چنانچہ وہ ایک سال کے لیے وہ حیدر آباد کی نوکری چھوڑ کر کشمیر میں ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ وہاں انہوں نے ڈل لیک کے کنارے ایک خوبصورت مکان بھی اس خیال سے بنوایا کہ ملازمت کے اختتام پر وہ وہیں رہائش اختیار کریں گے، لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا۔

جب مرحوم اقبال شروع شروع میں پالیٹکس میں آئے تو اس زمانے میں خلیفہ بھی حیدر آباد سے چھٹی لے کر کچھ عرصہ کے لیے اس خیال سے لاہور چلے آئے کہ پالیٹکس میں حصہ لیں لیکن چند ماہ کے بعد انہیں معلوم ہوگیا کہ پنجاب کی پالیٹکس بہت کثیف تھی۔ چنانچہ اقبال کے ان دوستوں نے جو انہیں پالیٹکس میں گھسیٹ لائے تھے عین وقت پر انہیں دھوکہ دیا اور تمام وزارتیں خود سنبھال لیں۔ چنانچہ خلیفہ حیدر آباد واپس چلے گئے اور ڈین آف ریسرچ مقرر ہوئے۔ مجھے بھی علی گڑھ یونیورسٹی میں پرو وائس چانسلر ہونے کے مواقع ملتے رہے۔

ملک کی تقسیم کے بعد ہم دونوں پاکستان چلے آئے۔ خلیفہ مرحوم نے مسٹر غلام محمد کی مدد سے جو اس وقت پاکستان کے وزیر خزانہ تھے ادارہ ثقافت اسلامیہ کی بنا ڈالی اور اس کے مینجنگ اور اکیڈیمک ڈائرکٹر بنے۔

میں ایک سال تک پنجاب یونیورسٹی کمیشن کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر کے اسلامیہ کالج لاہور کا پرنسپل ہوگیا اس عرصہ میں میں نے گورنمنٹ کی مدد سے "پاکستان فلاسفیکل کانگریس" کی بنا ڈالی۔ کانگریس کے پہلے سالانہ اجلاس کی صدارت کے لیے میں نے خلیفہ حکیم کا نام تجویز کیا اور انہوں نے ایک نہایت اعلیٰ خطبہ صدارت پڑھا۔ اس کے ایک سال بعد کانگریس کے کارکنوں نے یہی عزت مجھے بخشی۔

ہندوستان کی فلاسفیکل کانگریس کے ہم دونوں ممبر تھے اور خلیفہ اس کانگریس کے مابعد الطبیعات کے سیکشن اور سائکالوجی کے سیکشن کے صدر بنے۔ میں بھی مابعد الطبیعات کا صدر بننے کے بعد ۱۹۴۵ء میں ساری انڈین فلاسفیکل کانگریس کا صدر چنا گیا۔

ملک کے باہر بھی لوگ ہم دونوں کو جانتے تھے۔ چنانچہ ہم دونوں کو اکثر دعوتیں اکٹھی ملا کرتی تھیں۔ ہم دونوں اکٹھے سیلون گئے۔ راستے میں میں بیمار ہوگیا اور خلیفہ مرحوم نے میری تیمارداری کی۔ اس کے بعد ہم دونوں اکٹھے آسٹریلیا گئے۔

خلیفہ مرحوم نے اپنے آپ کو ادارہ ثقافت اسلامیہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ اپنے ادارہ کے لیے روپیہ حاصل کرنے کے لیے سیکرٹری فنانس کو ملنے گئے تھے اور وہیں ان کے دفتر میں خلیفہ کے دل نے جواب دیا اور وہ ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے۔ خدا انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین! اب دوستوں نے ان کا شروع کیا ہوا کام مجھے سونپا ہے۔ خدا سے دعا ہے۔ کہ وہ مجھے اسے جاری رکھنے کی توفیق دے۔